قانون توہینِ رسالت کی مجوزہ ترمیم کا علمی جائزہ

تحریر: محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ (لاہور)

توہینِ رسالت کی اسلامی سزا سزائے موت کے قانون کو سب سے پہلے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آئینی اور قانونی طور پر نافذ کرانے کی سعادت کا شرف مجھ ایسے بندہ عاجز کو بخشا گیا۔ فیڈرل شریعت کورٹ جہاں میں نے سال 1984ء میں قانون توہینِ رسالت کے نفاذ کے لئے شریعت پٹیشن دائر کی، پھر اس دوران پارلیمنٹ کی کاروائی اور بالآخر سپریم کورٹ کے مراحل بفضلہ تعالی کامیابی سے طے ہوئے، بایں وجہ اس قانون کے تمام حقائق سے بخوبی واقف ہوں اس لئے کوئی ایسی بات نہیں کہوں گا جو خلافِ واقعہ ہو۔ سال 1991ء میں سپریم کورٹ سے سابق حکومت کو فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کے خلاف ہماری بروقت کاروائی کی وجہ سے اپنی اپیل سے دست بردار ہونا پڑا، اس لئے اپیل خارج ہوئی۔

اس کے بعد توہینِ رسالت کے جرم کی سزائے موت کا قانون دفعہ 295 سی تعزیراتِ پاکستان کی صورت میں قابلِ دست اندازی پولیس سارے ملک میں نافذ العمل ہے۔ اسکے بعد یورپ، امریکہ اور نام نہاد انسانی حقوق کی انجمنوں کی طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع ہوگئی، حالانکہ برطانیہ میں قانون توہینِ مسیح (بلاس فیمی لاء) ابھی تک کامن لاء کے طور پر موجود ہے۔ امریکہ کی سپریم کورٹ نے بھی قانون توہینِ مسیح کو امریکہ کے آئین کے منافی قرار نہیں دیا۔ لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ امریکن صدر حضرت بل کلنٹن جنہوں نے گزشتہ ماہ مارچ میں پاکستانی قوم کو ازراہِ مراحمِ خسروانہ اپنے شرفِ دیدار سے مشرف کیا ہے۔ سال 1996ء سے مسلسل مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ پاکستان میں قانون توہینِ رسالت کو منسوخ کردیا جائے۔ اسی طرح سابق جرمن چانسلر ہیلمٹ کوہل نے بھی پاکستان یاترا کے موقع پر ہمارے اس قانون کی تنسیخ کے لئے پورا زور لگایا تھا اور تو اور تقدس مآب آرچ بشپ آف کینٹربری نے جو پروان مسیحی روحانی پیشوا ہیں، اسلام آباد پہنچ کر قانون توہین رسالت کی شدید مخالفت کی جبکہ خود ان کے اپنے بائیبل کی رو سے توہینِ پیغمبر کی سزا سزائے موت بذریعہ سنگسار ہے۔ اس سلسلہ میں یورپ، امریکہ، جاپان، آسٹریلیا کے اسکالرز اور وہاں کے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا نے اس سزا کے جواز اور اس کی باضابطہ گرفتاری کے بارے میں انسانی حقوق اور پاکستان کے آئین اور قانون کے تناظر میں مجھ سے تفصیلی گفتگو کی اور میرے انٹرویو ریکارڈ کئے۔ ابھی ماہ فروری 2000ء میں مسٹر عدیل مینگی (Mangi) جو لندن میں مقیم بیرسٹر ہونے کے علاوہ لندن ہائی کورٹ

میں جسٹس مائیکل وہایٹ کے ساتھ ہم جلیس جج کے طور پر بھی کام کر چکے ہیں، لندن سے میرے پاس لاہور گزشتہ ماہ فروری میں آئے تھے اور بتلایا کہ وہ پاکستان کے بلاس فیمی لائر پر اپنا تھیسس (Thesis) تیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے میری کتاب "ناموس رسولؐ اور قانون توہین رسالت" جس کے کچھ ابواب کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے ، انہیں کیمبرج یونیورسٹی اور ہارورڈ لاء سکول کے شعبہ ریسرچ میں دستیاب ہوا تھا، اس کے حوالہ سے انہوں نے یورپ اور امریکہ کے مفکرین کا نقطہ نظر پیش کیا کہ وہ کیوں ہمارے اس قانون کو انسانی حقوق کے منافی سمجھتے ہیں اور دریافت کیا کہ قرآن میں عفو اور درگزر کو احسان کا درجہ دیا گیا ہے اس لئے ایسے قانون کو قابل معافی اور قابل راضی نامہ جرم بنائے جانے میں شریعتِ اسلامی کس طرح حائل ہو سکتی ہے...... پھر ایسی سنگین سزا کے جرم کی تفتیش پاکستانی پولیس کے حوالہ کرنے سے بھیانک نتائج سامنے آئیں گے۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات اور مذہبی منافرت کی وجہ سے بے گناہ لوگ بھی پولیس تشدد کا شکار ہوتے رہے ہیں۔

مسٹر مینگی کے ساتھ اس سلسلہ میں تقریباً ایک ہفتہ مسلسل روزانہ تین سے چھ گھنٹے تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا، اس کے علاوہ میرے پاس جنیوا کنونشن کی ہیومن رائٹس کی رپورٹیں بھی موصول ہوئی تھیں۔ جس میں قادیانی لابی کی وکالت کرتے ہوئے قانون توہینِ رسالت کو اقلیتوں کے جان و مال کے تحفظ کے بنیادی حقوق کے منافی قرار دیا گیا ہے۔

میں نے مسٹر مینگی کو بتلایا کہ یورپ امریکہ اور حقوقِ انسانی کے نام نہاد علمبرداروں کو اس بارے میں گفتگو کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ کشمیر، چیچنیا، فلسطین، بوسنیا، عراق، افغانستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں حقوقِ انسانی کی ان کے دورِ حکمرانی میں جس بے دردی سے پائمالی اور تذلیل ہوئی ہے، کسی زمانہ میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ بہر حال توہینِ رسالت اور انسانی حقوق کے بارے میں ان سے میں نے ہیومن رائٹس چارٹر کی روشنی میں دلائل اور براہین کے ساتھ اپنی کتاب "قانون توہینِ رسالت" کے متعلقہ حوالوں سے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ انسانی احترام حقوقِ انسانی کا بنیادی پتھر ہے۔ یہاں اس مختصر مضمون میں اس کی تفصیل کا ذکر نہیں ہو سکتا۔ مسٹر مینگی نے بڑی حد تک مجھ سے اتفاق کیا۔ ہارورڈ لاء سکول کے اسلامی ریسرچ پروگرام کے ڈائریکٹر نے چند ہفتے قبل اپنے خط کے ذریعہ مطلع کیا ہے۔ کہ مسٹر مینگل نے اپنا تھیسس داخل کر دیا ہے اور قانون توہینِ رسالت کی توضیح اور تشریح کے لئے انہوں نے میرا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔

قانون توہین رسالت کی پولیس تفتیش کے بارے میں مسٹر مینگی نے یورپ کے جس ذہنی رویہ کو ظاہر کیا اور قادیانی لابی بھی اپنی سرپرست حکومتوں کے زیر سایہ اس قانون کے طریقِ کار اور پھر اس کی تنسیخ کے لئے

سرگرمِ عمل ہے۔ اب وہ رویہ اور سازشی ذہن موجودہ حکومت کے پیچ کے ذریعہ عملی صورت ہمارے سامنے آگیا ہے جس میں مجملہ دو قومی نظریہ اور دیگر امور کے قانون توہینِ رسالت کے طریق کار کے بارے میں یہ تجویز آئی ہے کہ آئندہ توہینِ رسالت کے جرم کی اطلاع پولیس کو دینے کی بجائے اس بارے میں درخواست ڈپٹی کمشنر علاقہ کو دی جائے گی جو اس کی چھان پھٹک کے بعد اگر اسے قابلِ سماعت سمجھے تو کاروائی کو آگے بڑھائے گا۔ ورنہ اسے نا قابلِ سماعت اور فضول سمجھ کر خارج کر دے گا۔

ضابطہ کی اس کاروائی میں تبدیلی کی وجہ سے نہایت خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صرف قانون توہینِ رسالت کے جرم کو نا قابلِ دست اندازی پولیس کیوں قرار دیا جارہا ہے؟ کیا اس کے پس پردہ یورپ، امریکہ قادیانی لابی اور نام نہاد این جی اوز کے محرکات توکار فرما نہیں؟ تعزیراتِ پاکستان میں توہینِ رسالت کی سزا کے علاوہ بدکاری کے جرم کی سز سنگسار حرابہ، ہیروئن اور منشیات کی خرید و فروخت کے لئے بھی نہایت سنگین سزائیں موجود ہیں۔ پاکستان یا کسی بھی دوسرے ملک میں نسلی اور فرقہ وارانہ دشمنیاں موجود ہیں۔ ان جرائم میں کبھی کسی بے گناہ شخص کو دشمنی اور عداوت کی بنا پر بآسانی ملوث کیا جا سکتا ہے۔ پھر پولیس میں کرپشن (کرپشن کس محکمہ میں موجود نہیں) یا فرقہ وارانہ منافرت کے ڈر سے ان جرائم کو بھی نا قابلِ دست اندازی پولیس کیوں نہیں بنایا گیا؟ اور ان سنگین جرائم کی تفتیش کا کام بھی ڈی سی علاقہ کے سپرد کیوں نہیں کیا؟ ڈی سی بیوروکریٹ سیکولر لاء سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس کے پاس ضلع کے انتظامی امور کے جھگڑوں، لاء اینڈ آرڈر برقرار رکھنے، فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے کی ذمہ داری بیرونی ایجنسیوں کی تخریب کاری جیسے اعصاب شکن مسائل ہی سے فرصت نہیں ملتی تو وہ غریب توہینِ رسالت کے استغاثہ کے لئے کب اور کہاں سے وقت نکال سکے گا؟ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابلِ توجہ ہے ڈی سی کو توہینِ رسالت کی درخواست پیش ہونے کے بعد اس کی تفتیش چھان بین مکمل ہونے تک ملزم کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ 295-C قانون توہینِ رسالت اور دوسرے سنگین جرائم قابلِ دست اندازی پولیس میں جن میں رپورٹ درج ہونے پر ملزم کو گرفتار کیا جائے گا، لیکن اگر قانون توہین رسالت کے جرم کو نا قابلِ دست اندازی پولیس جرم بنادیا گیا اور وقوعہ کی رپورٹ اگر درست ہے تو ملزم پاکستان سے بآسانی فرار ہو سکتا ہے۔ جرمنی امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک میں قانون توہینِ رسالت کی مخالفت کی بنا پر اسے VIP جیسے شہری حقوق دیئے جائیں گے۔

بیورو کریسی اور مشیرانِ حکومت کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ ہی کی ایک ایسی ذاتِ گرامی ہے جن کی توہین کوئی مسلمان جس کا تعلق خواہ کسی فرقہ یا کسی مسلک ہو کسی صورت برداشت

کر ہی نہیں سکتا۔ جب برطانیہ کی استعماری حکومت نے ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کے بعد یہاں قانون توہین رسالت کو منسوخ کر دیا تو پھر مسلمانوں نے کسی گستاخی رسول ﷺ کو زندہ نہیں چھوڑا اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اسی لئے اس بندہ عاجز نے دو سو سالہ دورِ غلامی کے بعد پاکستان میں قانون توہینِ رسالت کو از سر نو جاری کرایا تاکہ ملزم کو دوسرے سنگین جرائم کی طرح فوری طور پر گرفتار کر کے اس سلسلہ میں قانون کے مطابق عدالتی کاروائی کی جائے۔ ورنہ ملزم خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اس کی زندگی غیر محفوظ ہو گی۔ اسلئے قانون توہینِ رسالت موجودہ صورتحال خاص طور پر غیر مسلم اقلیتوں کے جان و مال کے تحفظ کا ضامن ہے۔ اگر کسی نے توہینِ رسالت یا کسی بھی جرم میں غلط رپورٹ دی ہے تو اس کے خلاف تعزیراتِ پاکستان دفعہ 182 کے تحت کاروائی ہو گی۔ البتہ اس کی سزا میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ قذف کی طرح اسے کوڑوں کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ ایم پی او کے تحت تو ملزم کو پولیس بغیر کسی وجہ بتائے بھی گرفتار کر سکتی ہے اور عدالت کو بھی وجہ گرفتاری بتانے کی پابند نہیں۔ کیا یہ کاروائی ہیومن رائٹس اور اسلامی قانون کے خلاف نہیں؟

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے !!!

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث، چوک اہلحدیث جہلم میں روزانہ بعد نماز عصر

حافظ عبدالحمید عامر مختصر **درس حدیث** دیتے ہیں۔

اور ہر جمعرات کو بعد از نماز عشاء

مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر **درس قرآن و حدیث** دیتے ہیں۔

اور روزانہ بعد نماز عشاء

جامع مسجد چوک اہلحدیث میں قائم دار المطالعہ ایک گھنٹے کے لئے کھلتا ہے۔ دین و دنیا کی بھلائی اور اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہونے کے لئے مندرجہ بالا پروگراموں میں خود بھی شریک ہوں اور دوست احباب کو بھی دعوت دیں۔

الداعی الی الخیر: عامر سلیم اہلحدیث یوتھ فورس جہلم